قادیانیت

خطرہ، جائزہ، تجاویز

(جناب عبدالباسط صاحب)

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

عبدالباسط

قادیانیت، خطرہ، جائزہ، تجاویز

7 ستمبر 1974ء کے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے کے بعد گزشتہ 14 سالوں میں قادیانی تحریک کن مراحل سے گزری اور اس آئینی ترمیم اور 1984ء میں نافذ کیے گئے صدارتی آرڈی نینس کے بعد قادیانیت کن سازشوں میں ملوث ہے۔ یہ ایسے امور ہیں جن کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اس جائزے کی نوعیت اگرچہ اجمالی ہے۔ لیکن ہم بعض ایسے امور کی نشاندہی کریں گے جن کی طرف اس وقت توجہ دینا از حد اہم ہے۔

قادیانی تحریک جس کی ابتداء 1880ء کے اوائل میں ہوئی۔ برصغیر کی ایک ایسی تحریک تھی جس نے پاک و ہند کے سیاسی اور مذہبی ماحول میں ایک مخصوص کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے 1880ء سے لے کر اپنی وفات 1908ء کے عرصے میں تحریک کو سیاست پر مبنی ایسا مذہبی رنگ دیا جو قدرے تبدیلی کے ساتھ اُس کے جانشینوں نے اپنائے رکھا اور انہی اعتقادات اور ہدایات کو آج کے قادیانی اپنائے ہوئے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک عام شخص تھا جو نہ تو ذہنی طور پر کسی اعلیٰ صلاحیت کا مالک تھا اور نہ اس میں کوئی فکری انقلاب پیدا کرنے کی اہلیت تھی۔ قادیان کے دیہاتی ماحول میں اس نے آنکھ کھولی۔ باپ کی مسلمانوں سے غداری اور بھائی کی سکھوں اور انگریزوں سے وفاداری کو بنظر غائر دیکھا اور پھر اپنی محرومیوں اور مسلسل پریشانیوں کے ازالے کے لئے کوئی ایسی راہ اختیار کرنے کی ٹھانی جس سے اس کی خاندانی وجاہت قائم رہے۔ اس کے لیے ایمان فروشی اور انگریز کی غلامانہ تابعداری ترقی کا زینہ تھی۔ اس کے سوا اسے کوئی راہ سجھائی نہ دی۔ رفتہ رفتہ وہ دین فروشی کے دھندے کا امام بن گیا۔ مسلسل بیماریوں کا شکار آدمی جو ہسٹیریا، مراق، ذیابیطس، مرگی، کثرت بول، اسہال وغیرہ جیسے امراض میں مبتلا ہو۔ اس کے ذہنی قویٰ اور نفسیاتی احوال و افکار کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ اس کے الہامات، پیش گوئیاں، دعاوی اور دیگر واقعات تحریک کے خدوخال کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔ البتہ اس کاروبار میں مرزا قادیانی نے ایک تو اپنے لئے عمدہ زندگی گزارنے کی راہ نکالی۔ دوسرے انگریز کی سیاسی خدمت کر کے جماعتی تنظیم بنائی اور

ایک الگ امت کی نیو اٹھائی۔

مرزا قادیانی نے انگریزی سامراج کی زبردست حمایت کی۔ جہاد کو جس سے مراد انگریز کے خلاف بغاوت وتشدد پسندانہ تحریکات تھیں، منسوخ کردیا۔ دنیا کے ان تمام ممالک میں جہاں مسلمان انگریزوں کے خلاف جہاد کے نام پر سیاسی تحریکیں چلا رہے تھے، اپنا لٹریچر روانہ کر کے ان کو انگریز کی غلامی کا درس دیا۔ یہود کی استعماری تحریک صیہونیت کے لئے سیاسی خدمات انجام دیں اور اپنے دعاوی (مجدد، مہدی، مسیح موعود، محدث، نبی، کرشن، اوتار) کی بھول بھلیوں میں اُلجھا کر نامور علماء اور حریت پسند افراد کو انگریز کی مخالفت سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کرلیا اور ان کی سامراج، دشمن تحریکوں کا رخ مرزائیت کی طرف موڑ کر ان کی فعال اور حریت پسندانہ توانائیوں کو برباد کیا۔

یہ حقیقت پوری طرح آشکار ہو چکی ہے کہ مرزا قادیانی نے انگریز آقاؤں کے اشارے پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہودی تخریب کاروں کی حمایت سے آگے بڑھا اور اسلام دشمن طاقتوں کی شہ پر دیگر ممالک میں پھلا پھولا۔ برطانوی ہند کے علاقے پنجاب میں جو کہ انگریز کی وفاداری اور فوجی بھرتی کے لئے مشہور تھا۔ ایک ایسی تحریک کا وجود بہت بڑی سیاسی اہمیت کا حامل تھا۔ جس کے نتیجے میں مختلف طبقوں اور مذاہب میں مسلسل تصادم ہو۔ ہر اقلیتی فرقہ یا گروہ اپنے زندہ رہنے کے لئے انگریز کی طرف دیکھے اور اس کی رواداری کو اپنی بقا کی ضمانت جانے۔ اس تحریک سے یہ مقصد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ انگریز کو یہ بھی معلوم ہو رہا تھا کہ قادیان کا یہ مجہول مدعی اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ اسلامیان ہند کو خوگر غلامی کر رہا ہے۔ اسلامی فکر کے احیاء کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔ اور ایک ایسی جماعت تیار کر رہا ہے جو مستقبل میں اُن کے اقتدار کے لئے ڈھال بنے گی۔ یہی وجہ ہے کہ برطانوی انٹیلی جنس نے ہر سطح پر قادیانیت کی آبیاری کی اور اس خود کاشتہ پودے کو بڑھنے پھولنے کے مواقع بہم پہنچائے۔

قادیانیت کے دام ہم رنگ زمین میں جو لوگ پھنسے ان میں زیادہ تعداد پنجاب کے لوگوں کی تھی اور ان میں نچلے طبقے کے لوگ زیادہ تھے۔ جو انگریز کے دور حکومت میں معاشرتی ترقی اور اعلیٰ عہدے حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ اس میں ہمیں عدالتی نظام سے وابستہ چھوٹے اہل کار منشی، نائب کورٹ، محرر، اہلمد وغیرہ نظر آتے ہیں۔ پنجاب اور برطانوی ہند کے دور کے محکموں مثلاً محکمہ نہر، ریلوے، پوسٹ آفس وغیرہ کے بابو اور کلرک بھی اس تحریک سے وابستہ ہوئے۔ چونکہ انگریز کی زبردست حمایت اور مدح وتوصیف مرزا قادیانی کا ایمان تھا۔ اس لئے استحصالی طبقوں کے لوگ جیسے جاگیردار، انگریز کے مقرر کردہ اہل کار، سفید پوش، نمبردار، ضلع دار وغیرہ بھی اس تحریک کو اپنے اقتدار کے تحفظ کا ذریعہ سمجھتے تھے اور بظاہر جماعت میں شامل نہ ہونے کے باوجود قادیانیت نواز تھے۔ کئی لوگ محض اس لئے قادیانی

بن گئے کہ انہیں انگریز کی نوکری کی ضرورت تھی۔ وہ درخواست میں اپنی اس وفاداری کا ذکر کرتے اور سے نہ سہی مجبوری کے تحت قادیانی بن جاتے تھے۔ زیادہ پڑھے لکھے لوگ تحریک سے دور رہے۔ صرف خواجہ کمال الدین وکیل، مولوی محمد علی ایم اے وکیل اور دو چار اور آدمیوں کے نام ملتے ہیں جو انگریزی تعلیم سے آراستہ تھے اور کسی مخصوص مقصد یا سرکار کے اشارے پر مرزا قادیانی کی حوصلہ افزائی اور خدمت کے لئے مقرر تھے۔ ایسے ہی بعض گروہوں کے نفس پرست مولوی قادیانی بنے۔ ایک قلیل تعداد ایسے جوانوں کی تھی جو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر قادیانی بن گئے۔ ان میں سے بعض ''عاشقان پاک طینت'' اسلام کی آغوش میں واپس بھی آئے۔ ہندوؤں، سکھوں عیسائیوں وغیرہ سے اکا دکا لوگ مرزائی ہوئے۔ 1901ء قادیانیوں کی تعداد چند ہزار سے تجاوز نہ کرسکی۔ پنجاب میں یہ تعداد 3450 تھی اور یو۔ پی میں 931 تھی۔

1908ء میں مرزا کے مرنے کے بعد چھ سال تک حکیم نورالدین نے قادیان کی گدی پر بیٹھ کر اپنی آمریت کا سکہ چلایا۔ نورالدین برطانوی انٹیلی جنس کا کارندہ تھا اور سیاسی جوڑ توڑ کے باعث کشمیر سے نکالا گیا تھا۔ اس نے مرزا کی سیاسی پالیسی کو آگے بڑھانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کے کفر و ارتداد کو پھیلانے میں کوئی کمی نہ چھوڑی ابتداء میں یہ شخص نیچری اور نیم ملحد تھا۔

1914ء میں نورالدین کے مرنے کے بعد یہ سیاسی طائفہ باہمی چپقلش کا شکار ہو گیا۔ لاہوری جماعت خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی کی سربراہی میں پروان چڑھنے لگی۔ اور مرزا قادیانی کی گدی مرزا کے بیٹے مرزا محمود کے قبضے میں آگئی۔ قادیانیت کی ترقی کا اصل دور مرزا محمود کے زمانے سے شروع ہوا۔ مرزا محمود کو ابتدائی دس سالوں تک محض مسیح موعود کے فرزند کے طور پر گدی پر بٹھایا گیا۔ حقیقی اقتدار پر اس گروپ کا قبضہ رہا، جس میں مرزا محمود کے نانا ناصر نواب، ماموں میر اسحاق اور انصار اللہ پارٹی کے بعض ممبر تھے۔ ان لوگوں کے انگریز لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر برطانوی حکام سے قریبی روابط تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر تحریک خلافت کے زمانے میں مرزا محمود نے اپنی ''کونسل آف ایجنسی'' سے نجات حاصل کر کے بذات خود حکومت سنبھال لی۔ خاص طور پر 1924ء کی لندن یاترا کے بعد مرزا محمود اپنی اور جماعت کی سیاسی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہو چکا تھا اور انگریز کی سیاسی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتا تھا۔

مرزا محمود مڈل فیل تھا۔ بیماریوں کا شکار اور احساس برتری کا مریض تھا۔ اس کے علاوہ بچپن ہی سے جنسی بداعتدالیوں کا شکار تھا۔ اس نے ایک تو اپنے اور اپنے خاندان کی دنیاوی خواہشات کے لئے ہر ممکن ذرائع سے دولت سمیٹی۔ دوسرے اپنے باپ کی پالیسی کے مطابق انگریز کی خدمت میں اپنی اور

اپنی جماعت کی بقا سمجھی۔ اس نے 1914ء سے قبل (کانپور مسجد) اوراس کے بعد انگریز کے خلاف اٹھنے والی تحریک کوسبوتاژ کرنے کے لئے اپنے وسائل اور عقیدت مندوں کی توانائیاں استعمال کیں۔ تحریک ہجرت، خلافت، عدم تعاون، سائمن کمیشن، گول میز کانفرنس، نہرو رپورٹ، 1935ء کے آئین کے تحت ہونے والے انتخابات، مطالبہ پاکستان، غرضیکہ آزادی کے ہر موڑ پر انہوں نے برطانوی سامراج کی حمایت اور مسلمانوں کے مطالبہ حریت کے خلاف کام کیا۔ قادیانیت نے علماء حق کے خلاف بدزبانی کی، منافرت اور کشیدگی پھیلا کر انگریز کی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی کو استحکام بخشا۔ دنیا کے ان تمام علاقوں میں جہاں برطانیہ نے نوآبادیاں قائم کر رکھی تھیں۔ وہاں اپنے جاسوس بھیجے اور برطانوی سامراج کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کو جاسوس مبلغوں کے ذریعے ناکام کرایا۔

مرزا محمود مسلمانوں کی تکفیر کا زبردست داعی تھا۔ اس نے اپنے باپ کی طرح ملت اسلامیہ کو کفر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ان کے بچوں کے جنازے پڑھنے کو ممنوع قرار دیا۔ رشتہ ناطہ کی ممانعت کر دی۔ مسلمانوں کے پیچھے نماز حرام قرار دی اور مرزا قادیانی کی تحریرات کو بنیاد اور اس کے الہامات کے بل بوتے پر قادیانیت کو ایسی تحریک کے رنگ میں پیش کیا جس کا اپنا ایک ''اصلی اور مکمل'' نبی اور رسول تھا۔ ارض حرم تھی، مدینۃ النبی تھا، خاندان نبوت، صحابی وصحابیات تھیں۔ کتاب مقدس تھی۔ بہشتی مقبرہ تھا۔ اور وہ تمام چیزیں اس کے پاس موجود تھیں جس سے ایک امت تشکیل پاتی ہے۔

مرزا محمود کے دور میں انگریز کے ادنیٰ خدمت گاروں، ایمان فروش اور جاہ وطلب مولویوں اور برطانوی جاسوسوں کی ایک کھیپ پروان چڑھی۔ جماعتی فنڈ میں برطانوی اور یہودی ذرائع سے پیسہ آیا اور جماعت کی سیاست سے دلچسپی کے باعث ''قادیان'' سامراج کا پولیٹیکل سنٹر بن گیا قادیانیت مذہبی لحاظ سے انگریز کی ایسی ایجنسی تھی، جس کا کام تمام گندے امور (Dirty Tricks) کی انجام دہی تھا۔ ضمیر فروش مولویوں کی جو کھیپ قادیانیت سے وابستہ تھی۔ اس کا کام مناظروں میں حصہ لینا، روایتی بدزبانی اور بدکلامی کر کے طبقاتی انتشار پھیلانا اور مذہبی تحریکوں کی آڑ میں انگریز کی سیاسی خدمت انجام دینا تھا۔ ان مرزائی گماشتوں میں حافظ روشن علی، میر قاسم علی، جلال الدین شمس، اللہ دتہ جالندھری، غلام رسول رجیکی جیسے عاقبت نااندیش لوگ شامل تھے۔ ان میں سے شمس اور جالندھری فلسطین میں مبلغ کے روپ میں یہودیت کی خدمت میں مصروف رہے۔

اگرچہ مرزا محمود خود انگریز افسران کو خطوط لکھتا رہتا تھا اور ان کی ہدایات حاصل کرتا تھا۔ لیکن پنجاب میں سر فضل حسین کے عروج اور ان کے قادیانیوں اور ظفر اللہ کے ساتھ تعلقات کے بعد سر ظفر اللہ، انگریز اور قادیانی سربراہ کے درمیان ایک رابطہ کی صورت اختیار کر گیا۔ سر ظفر اللہ برطانوی سامراج کے

نہایت وفادار خادم تھا۔ اس نے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر اور عدالت عالیہ ہند کی جج کے زمانے میں ہر سطح پر انگریز کی خدمت کو ایمان کا جزو سمجھا اور کسی مرحلے پر بھی تحریک آزادی ہند اور مسلمانوں کے سیاسی مفاد کے لئے آواز بلند نہ کی۔

مطالبہ پاکستان یا تحریک پاکستان میں قادیانیوں کا کردار قطعاً منفی تھا۔ شاطر سیاست مرزا محمود نے نہایت عیاری کے ساتھ 1946ء کے انتخابات میں مکروہ کردار ادا کیا۔ مسلم لیگ کی حمایت کا ڈھونگ رچا کر قادیانیوں نے یونی نسٹ آزاد اور زمیندار لیگ کے پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے امیدواروں کی بھرپور حمایت کی۔ کیونکہ محض اسی صوبے میں وہ کسی حد تک سیاسی کردار ادا کرنے کے اہل تھے۔

پاکستان بننے کے بعد مرزا محمود نے جو کچھ کیا وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں رہا۔ جنگ کشمیر 1947ء اور پاک بھارت 1965ء کی سازشیں، بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کے عزائم، جارحیت پر مبنی ارتداد کی تبلیغ، سیاسی، مذہبی، اقتصادی و فوجی اداروں اور سول محکموں میں اثر و نفوذ کی خفیہ کارروائیاں، انتشار و افتراق پھیلانے والے لٹریچر کی تیاری اور تقسیم سمیت صوبائی و علاقائی فتنوں کی آبیاری بعض ایسے امور ہیں جو محتاج تعارف نہیں۔ سر ظفر اللہ نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے ہماری خارجہ پالیسی کے ایسے خدوخال مرتب کئے جن کے باعث پاکستان سامراجی طاقتوں کا حاشیہ بردار بن گیا اور اسلامی بلاک سے کٹ کر رہ گیا۔

نومبر 1965ء میں جب مرزا محمود واصل جہنم ہوا تو قادیانی جماعت کی تعداد میں کافی اضافہ ہو چکا تھا۔ یہ اضافہ قادیانی مبالغہ آرائی کے لحاظ سے ہزاروں میں تھا اور جماعت کے اراکین کی تعداد پچاس لاکھ جو صریح جھوٹ ہے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک تو پہلے سے مرتدین کی ذریت کے باعث ہوا اور دوسرے لاہوری جماعت کے کہنے کے مطابق نوکری اور چھوکری کے طلب گاروں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ جماعت کے چندوں میں نامعلوم اور معلوم ذرائع سے اضافہ ہوا اور یورپی ممالک میں نئے مشن قائم کئے گئے۔ مرتد اعظم سر ظفر اللہ نے قادیانیت کی ترقی میں کافی مدد دی۔

مرزا ناصر احمد نے 1965ء سے 1982ء تک ربوہ کے راج بھون پر قبضہ کئے رکھا۔ اس کے بارے میں بھی بہت سی رنگین داستانیں مشہور ہیں۔ جن کے بیان کا یہاں موقع نہیں۔ مرزا ناصر نے اسرائیل میں قائم قادیانی مشن کو مضبوط بنانے کی پوری کوشش کی اور 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد صیہونی اشارے پر مشرق وسطیٰ میں سازشوں کے جال بچھائے، افریقہ میں قادیانی مشنوں کو برطانوی اور امریکی سامراج کی بھرپور حمایت حاصل رہی جس کے باعث کئی افریقی غربت و پسماندگی کے ازالے کے لئے قادیانیت کی آغوش میں چلے گئے۔ گولڈ کوسٹ، سیرالیون، نائیجیریا، جنوبی افریقہ

وغیرہ قادیانی ارتدادی تبلیغ کی آماجگاہ بن گئے۔

پاکستان کی شکست و ریخت اور علاقائی اور لسانی عصبیتوں کو ہوا دینے میں قادیانی ہمیشہ سے پیش پیش تھے۔ ایوب خان کی مربیت کے خاتمے کے بعد انہوں نے نئے سیاسی مربیوں کے حصول کے لئے دوڑ دھوپ شروع کی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں گھناؤنے کردار کے بعد بھٹو حکومت میں اچھے عہدے حاصل کیے۔ لیکن اسلامی سربراہی کانفرنس 1974ء کے بعد ان کی سازشیں منظر عام پر آنے لگیں۔ 7 ستمبر 1974ء ان کا یوم احتساب بنا اور بعد کے چند سال قادیانیت کی اصلیت کو بے نقاب کرنے میں مدومعاون ثابت ہوئے۔

اسرائیل، مغرب کی سامراجی طاقتیں اور ان کے حاشیہ نشین قادیانیت کی افریقہ، مشرق وسطیٰ اور یورپ میں ترقی کے خواہاں رہے اور پاکستان میں علمائے اسلام اس دشمن استعمار نواز اور ارتداد پر مبنی اس تحریک کا محاسبہ کرنے میں سرگرم عمل رہے۔ جولائی 1978ء میں مرزا ناصر احمد سویڈن، ڈنمارک، مغربی جرمنی اور لندن کے دوروں کے بعد اکتوبر میں ربوہ آیا۔ استعماری طاقتوں نے ان کی خوب پذیرائی کی اور مالی وسائل کی فراہمی کے وعدے کئے گئے۔ لندن میں جماعت کا اکاؤنٹ جلد ہی لاکھوں پونڈ تک پہنچ گیا۔

اسرائیل کے قادیانی مشن نے مشرق وسطیٰ میں کذاب قادیان کا لٹریچر عربی زبان میں تیار کر کے مشاہیر کے نام روانہ کیا اور بعض لائبریریوں میں رکھوایا۔ مرزا ناصر نے اپنے جاسوس مبلغ لبنان میں تعینات کئے۔ ایران میں شہنشاہیت کے خاتمے اور بہائیت کے خلاف ایرانی حکومت کی مہم کے بعد قادیانیوں نے بہائیوں کے ساتھ خفیہ معاہدہ کیا۔ 1980ء میں مرزا ناصر نے امریکہ کے دورے کے دوران بہائی رہنماؤں سے ملاقات کی اور باہمی یگانگت کے معاہدے کئے۔ جون 1982ء میں مرزا ناصر جہنم واصل ہوا۔

مرزا طاہر احمد قادیانی جماعت کا چوتھا سربراہ بنا۔ اپنے بھائی رفیع احمد کو پچھاڑ کر ربوے کی گدی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے حواریوں کی مدد سے جن میں سر ظفر اللہ پیش پیش تھا۔ انتہائی درجہ کی غنڈہ گردی کے بعد کامیابی حاصل کی۔ یہ اسی قسم کی غنڈہ گردی تھی جو اس کے باپ مرزا محمود نے 1916ء میں قادیان میں انصار اللہ پارٹی کی مدد سے کی تھی۔ مرزا رفیع احمد کے حواری الزام لگاتے ہیں کہ مرزا طاہر غاصب، بزدل اور سیاسی جوڑ توڑ کا ماہر ہونے کے باعث تخت خلافت چھین لے گیا۔ بہرحال قادیانیت کے نئے سربراہ نے 1982ء سے 1984ء تک اپنے اقتدار کو مضبوط بنانے اور استعماری اڈے بشارت معبد کے قیام کے علاوہ کوئی نمایاں کام نہ کیا۔ 1984ء میں صدارتی آرڈیننس کے اجراء کے بعد مرزا طاہر

خفیہ طور پر ہماری غفلت کے باعث برقعہ پہن کر لندن بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ بیرونی خفیہ ایجنسیوں کے بعض اراکین نے اس کو "پیش آمدہ خطرات" سے آگاہ کر دیا تھا۔ قادیانیوں کو ڈر تھا کہ حکومت مرزا طاہر کو تخریبی کاروائیوں کے الزام، اسلم قریشی کیس اور صدارتی آرڈی نینس 1984ء کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں گرفتار کرنے کی تیاری کر رہی تھی۔ جس کا ان کو بعض بیوروکریٹس اور پولیس اہل کاروں سے علم ہوگیا اور مرزا طاہر لندن جا کر ایک تو جماعت اور خلافت کو بچا لے گیا۔ دوسرے اپنا تحفظ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ قادیانی خدشات کچھ بھی ہوں لیکن یہ بات افسوس ناک ہے کہ مرزا طاہر دھوکہ دینے میں کامیاب ہوگیا۔ جس طیارے میں مرزا طاہر سوار ہونے والا تھا اس کے پائیلٹ نے اس کو اپنے ساتھ لے جا کر KLM کے جہاز میں سوار کرایا۔ اتفاق سے اسی طیارے میں مصطفیٰ گوکل صاحب سابق وزیر جہاز رانی سفر کرتے تھے۔ انہوں نے اسلام آباد، لندن سے فون کیا تو معلوم ہوا کہ مرزا طاہر اپنے برطانوی آقاؤں کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اور ان کے چرنوں میں بیٹھ گیا ہے۔ ربوے کے پالتو مبلغ اس کو "نشان" قرار دینے لگے۔

مرزا طاہر نے لندن میں جعلی نبوت کے نام پر جو کاروبار شروع کیا ہے اس کے گزشتہ تین سال کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے۔

اس نے لندن کو اپنا مستقل اڈا بنانے کے بعد چیدہ چیدہ قادیانی مبلغوں کو لندن بلایا۔ اسرائیل سے جلال الدین قمر، کلکتہ سے مولوی امینی، قادیان سے وسیم احمد وغیرہ نے اس میٹنگ میں شرکت کی، ان مبلغوں کو ہدایات دی گئیں کہ وہ صدارتی آرڈی نینس کے خلاف پروپیگنڈا مہم چلائیں۔ پاکستان کی فوجی حکومت کو بدنام کریں اور قادیانیت سے ہمدردی رکھنے والے لوگوں اور پریس سے رابطہ بڑھائیں۔ پاکستان میں قادیانیت کو جن مسائل کا سامنا تھا۔ ان کے لئے ایک الگ لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ جس میں سیکولر اور اشتراکیوں کی اعانت سے آرڈی نینس کے خلاف رائے عامہ کو تیار کرنا، طلباء اور وکلاء کی تنظیموں سے ساز باز کرنا اور جعلی تنظیموں کے نام سے مختلف طبقوں کے خلاف نفرت پیدا کرنا شامل تھا۔ گزشتہ تین سالوں میں دیوبندی، بریلوی وغیرہ فرقوں کے خلاف جو فتاویٰ چھپ رہے ہیں اور ایک دوسرے کے اکابر کے خلاف جو سخت کلمات فوٹوسٹیٹ پرچوں کی صورت میں گردش کر رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے پیچھے قادیانیت کا خفیہ ہاتھ ہے۔ لسانی، گروہی، طبقاتی اور علاقائی عصبیتوں کو ہوا دینے میں بھی قادیانی عناصر پیش پیش ہیں اور نہایت خفیہ اور منظم طریقے سے ملک کی سالمیت کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ علماء کرام سے عرض ہے کہ وہ ان کی سازشوں کو سمجھیں اور عوام کو باہمی اتحاد و یک جہتی کا درس دیں۔

مرزا طاہر نے بین الاقوامی جاسوسی اداروں سے معقول مالی امداد حاصل کی اور ان کی ہمدردیاں

حاصل کرنے میں وہ کافی حد تک کامیاب رہا۔ اسرائیلی انٹیلی جنس موساد (Mossad)، امریکی سی آئی اے، برطانوی ایم آئی فائیو (MI-5) جرمن اور ڈچ سیکرٹ سروس قادیانیت کو مالی ذرائع مہیا کرنے میں پیش پیش ہیں۔ 1982ء میں بیرونی مشنوں سے قادیانیوں کو سات کروڑ بارہ لاکھ روپے حاصل ہوئے۔ 1987ء میں یہ رقم 18 کروڑ چھتیس لاکھ تک پہنچ گئی جو اڑھائی گنا سے زیادہ اضافہ ہے۔ یہ رقم کہاں سے آئی اور ایک دم اس میں اتنا اضافہ کیسے ہوا؟ ابھی تو یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو قادیانیوں نے خود شائع کئے ہیں۔ در پردہ کہانی کچھ اور ہوگی۔

پاکستان میں 1982ء میں قادیانی چندوں کی مقدار ایک کروڑ ستاون لاکھ روپے تھی۔ جو 1987ء میں سات کروڑ بارہ لاکھ روپے ہوگئی ہے۔ یہ سات گنا اضافہ کہاں سے ہوا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف تحریکوں سے حاصل ہونے والے قادیانی چندے جو 1982ء میں 9 کروڑ تھے۔ اب 21 کروڑ 90 لاکھ تک پہنچ چکے تھے۔ دیگر تحریکوں کے چندوں سے 10 کروڑ 3 لاکھ روپے ان سے علاوہ ہیں۔

کیا حکومت پاکستان قادیانیوں کے ان چندوں کے بارے میں معلوم نہیں کر سکتی کہ یہ کہاں سے آرہے ہیں؟ اور وہ کون سے ایسے قادیانی امراء وصنعت کار ہیں جو ہزاروں روپے جماعت کو دے رہے ہیں۔ پاکستان کے آڈیٹر جنرل آف پاکستان ریونیو AGPR کو فوری طور پر قادیانی فنڈز منجمد کر کے اس کی مکمل پڑتال کرنی چاہئے اور قادیانیوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے حسابات اے۔ جی (A.G) آفس کو پیش کریں اور ان کو شائع کیا جائے۔ اگر سیاسی جماعتوں کے فنڈز کی تحقیقات کی جا سکتی ہیں تو مذہب کے نام پر چلنے والے اس یہود نواز سیاسی تنظیم کے خفیہ مالی ذرائع کی تحقیق کیوں نہیں کی جا سکتی؟ یہ شبہ بھی کیا جاتا ہے کہ امریکہ کے پی ایل 480 کے تحت جمع پاکستانی بیلنس سے قادیانیوں کو روپیہ دیا جاتا ہے۔

قادیانی جماعت کے مرکزی مبلغین دنیا بھر کے ممالک میں قادیانیت کی ترویج اور سیاسی پخت وپز میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی کل تعداد 182 ہے۔ یہ مبلغ ربوہ سے تیار ہو کر باہر جاتے ہیں۔ افریقہ میں ان کی سب سے زیادہ کھپت ہے۔ جہاں سکیم کے تحت قائم قادیانی ہسپتالوں میں جماعت کو سوا آٹھ کروڑ روپے سالانہ کی آمدن ہے۔ 31 قادیانی سکول ہائیر سیکنڈری تعلیم دے رہے ہیں۔ اور سو پرائمری سکول افریقی بچوں کے ذہنوں کو زہر آلود کر رہے ہیں۔

برطانیہ نے اپنے پرانے سیاسی خادموں کو بڑھنے پھولنے کے مواقع بہم پہنچانے کے لئے ٹل فورڈ (Tillford) کے علاقے میں کئی ایکڑ زمین پر مشتمل اراضی الاٹ کر دی ہے۔ وہاں قادیانی مرکز ''اسلام آباد'' قائم ہو گیا ہے۔ یہ زمین ان کو کوڑیوں کے مول دی گئی ہے۔ مرزا طاہر نے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے ہزاروں کی تعداد میں کیسٹ تیار کرائے ہیں۔ ان کی اپنی تقریروں کے کیسٹ اور ویڈیو فلم

پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں تقسیم کی جارہی ہیں۔ گزشتہ تین سالوں میں 2720 کیسٹ دنیا کی 18 زبانوں میں تیار کرا کے قادیانی مشنوں کو مہیا کر رہے ہیں۔ جو ارتداد کی تبلیغ کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ اتنا قادیانی لٹریچر تیار کیا گیا ہے جو قادیانیوں کے بقول دس سال میں بھی تیار نہ ہوا تھا۔ یہ تمام امور قادیانیت کے مستقبل کے جارحانہ عزائم کی نشاندہی کرنے کے لئے کافی ہیں۔

قادیانیوں کی ارتدادی مہم کا سب سے شرمناک پہلو عرب ممالک میں کیسٹ اور لٹریچر کی ترسیل ہے۔ قادیانی اسرائیل امداد سے عرب مسلمانوں میں اپنا اثر ونفوذ بڑھانے میں کوشاں ہیں۔ قادیانی جریدہ سویز کراچی 1986ء، 1987ء میں لکھتا ہے کہ

''حضرت امام جماعت احمدیہ نے عربوں کی طرف تبلیغ کے لئے جماعت کو خصوصی توجہ دلائی۔ باقاعدہ فارم کے لحاظ سے اب تک بانوے عرب جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ لیکن حضرت امام احمدیہ نے فرمایا کہ میرے ذاتی علم کے لحاظ سے ان کی تعداد سو سے تجاوز کر چکی ہے۔''

عربوں کو مرزا غلام احمد کی لعنتی تحریک میں شامل کر کے ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا بہت بڑی جسارت ہے۔ عرب ممالک کو اس خطرے کی طرف فوری توجہ دینا چاہئے۔ اور قادیانیت کے دام تزویر میں پھنسنے والوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا چاہئے یہ عرب لازمی طور پر زر، زن یا زمین کے چکر میں متاع دین لٹا چکے ہوں گے۔ ان کی وجہ سے مزید گمراہی پھیل سکتی ہے۔

مغربی ممالک اور امریکہ اپنے آپ کو آزاد دنیا قرار دیتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو آزادی، سیکولرازم اور انسانی حقوق کا علمبردار کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ اصطلاحات اپنی کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتیں اور مغربی ادارے اپنی مرضی کے مطابق ان کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اسرائیل کے صیہونی اگر فلسطین کے حریت پسندوں کو ہلاک کریں اور ان پر مظالم کے پہاڑ توڑیں تو نہ تو انسانی حقوق کو کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے اور نہ ہی اسے ظلم گردانا جاتا ہے۔ مغرب میں رنگ ونسل کی تمیز اور جنوبی افریقہ کی نسل پرستی کی حمایت وغیرہ ان اصطلاحات کی زد میں نہیں آتے۔ مرزا طاہر اور اس کے حواری پاکستان میں قادیانیوں کو درپیش آنے والے واقعات کو بڑھا چڑھا کر یہود نواز پریس میں اچھالتے ہیں۔ اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ پاکستان میں احمدی اقلیت کے انسانی حقوق سلب کئے جا چکے ہیں۔ ان کی عبادت گاہیں بند کی جارہی ہیں۔ ان کو اپنے عقائد کی ترویج وتشہیر کی اجازت نہیں اور ان سے امتیاز برتا جارہا ہے۔ ان واقعات کو یک طرفہ طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ قادیانیوں کی طرف سے کی جانے والی کارروائیوں کا کوئی ذکر نہیں کیا جاتا۔

یورپی ممالک اور امریکہ نے چونکہ قادیانیت کی پشت پناہی کرنی ہوتی ہے اس لئے وہ حقوق انسانی کی آڑ لے کر پاکستان پر مختلف نوع کے دباؤ ڈالتے ہیں۔ قادیانی انسانی حقوق کی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشل، انسانی حقوق کے کمیشن (اقوام متحدہ) اور بین الاقوامی پریس میں پاکستان میں کئے جانے والے نام نہاد قادیانی مظالم کو خوب اچھالتے ہیں۔ اور جب ایسی مبالغہ آمیز خبریں شائع ہوتی ہیں تو یہود نواز پریس اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالتا ہے کہ وہ اس ''مظلوم اقلیت'' کا تحفظ کریں۔ کئی قادیانیوں نے اس بنیاد پر بیرون ملک خصوصاً مغربی ممالک جرمنی میں سیاسی پناہ لے رکھی ہے اور کئی مراعات حاصل کئے ہوئے ہیں۔ امریکہ اور یورپ نے قادیانیت کی کھلی حمایت کے لئے انسانی حقوق کے تحفظ کا جو ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ اسی قسم کا ڈھونگ بہایت کی حمایت میں بھی جاری ہے۔ مغربی پریس بہائیوں کو مظلوم اور ایرانی حکومت کو ظالم قرار دیتا ہے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے رائے عامہ کو متاثر اور تیار کرتا ہے۔ بہائی ایران سے بھاگ کر پاکستان میں اپنے اڈے قائم کر رہے ہیں۔

قادیانیت چونکہ جہاد کی مخالف، سامراج کی حاشیہ بردار، یہودیوں کی پروردہ استعماری ایجنسی ہے۔ اس لئے اسلام دشمن طاقتیں اس کی ترقی کو اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں جو ان کے نزدیک انقلاب کا درس دیتا ہے اور سامراج اور صیہونیت کا دشمن ہے۔ قادیانیت کا فروغ اسلامی اقدار پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ اسلامی بنیاد پرستوں کی سرگرمیوں کو کمزور کر سکتا ہے۔ قادیانی تحریک کی بنیاد ایک ایسے نظریے پہ قائم ہے جس میں اسلام کی انقلابی روح کو مکمل ختم کر کے اسے سامراج کی داشتہ بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے ایسی تحریک، اس ''تشدد پسندانہ'' اسلام کا ایک توڑ تو ثابت ہو سکتی ہے اور مشرق وسطیٰ میں سامراجی اور یہودی مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں قادیانیت کی ترقی کے لئے اسے ہر طرح کی مدد بہم پہنچاتی ہیں۔ اسی لئے مرزا طاہر کو امریکہ ''اسلام'' پیش کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔

یہ تو ایک اجمالی سا خاکہ ہے۔ جس سے قادیانیوں کے عزائم اور ان کی گزشتہ پالیسیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک ایسی اسلام مخالف تحریک جس نے گزشتہ صدی میں استعماری اور یہودی مدد سے اتنی بڑی قوت حاصل کر لی ہے اور جس کی پشت پر امریکہ، اسرائیل اور یورپ کا تعاون اور سرمایہ ہے۔ اس کے زہریلے اثرات کو زائل کرنے کے لئے اسلامی طاقتیں اور علمائے کرام کیا کوششیں کر رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ جس قدر بڑا چیلنج ہے اتنا بڑا مقابلہ نہیں کیا جا رہا۔ ہماری حکمت عملی بعض خامیوں کا شکار ہے۔ ان خامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔ جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں کئی طرح کی ترامیم کی جا سکتی ہیں۔ اس لئے اس وقت ان کو ڈرافٹ کے طور پر

سمجھا جائے اور مستقبل کے لائحہ عمل کی بنیاد قرار دیا جائے۔

1: قادیانی اپنی تعداد کے بارے میں بہت مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی مکمل مردم شماری کی جائے اور ان کے شناختی کارڈ اور شہریت (Domiclie) سرٹیفکیٹ میں اس کا اندراج کیا جائے۔

2: تمام سرکاری اداروں اور دفاعی محکموں میں قادیانیوں کی صحیح تعداد معلوم کی جائے۔ اہم اور حساس محکموں میں ان کی بھرتی بند کی جائے اور دیگر محکموں میں ان کا اقلیتی کوٹہ مقرر کر دیا جائے۔

3: قادیانی پرچوں اور ان کے جرائد و رسائل میں جان بوجھ کر ایسا مواد شائع ہوتا ہے جس سے صدارتی آرڈی نینس کی خلاف ورزی ہو حکومت پرچہ شائع ہونے کے کئی ماہ بعد اسے ضبط کرتی ہے جو کہ مضحکہ خیز امر ہے۔ ایسے پرچوں کو فوراً ضبط کیا جائے اور پریس کے خلاف تادیبی کاروائی کی جائے۔

4: حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ پاکستانی مشنوں کو ہدایت جاری کرے کہ وہ قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے وزارت خارجہ کو پورے طور پر آگاہ کریں اور اس کا مؤثر جواب دیں اور یہ جواب پاکستانی پریس میں لازمی طور پر شائع ہو۔

5: لندن کے پاکستانی سفارتخانے کو مضبوط بنایا جائے تاکہ وہ قادیانی سرگرمیوں سے حکومت کو مطلع کرے اور لندن میں قائم اسلامی مشنوں سے اشتراک پیدا کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرے تاکہ وہ اس فتنے کا مؤثر سدباب کر سکیں۔

6: قادیانیوں کے خفیہ فنڈز کی تحقیقات کی جائے ان کو منجمد کر کے ان کا مکمل آڈٹ کیا جائے اور حساب کتاب کی تفاصیل اے۔ جی آفس کے ذریعے حاصل کر کے کتابی صورت میں شائع کی جائیں۔ تاکہ اس میں کروڑوں کے اضافے کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

7: قادیانی کتب و رسائل لندن اور بھارت میں چھپ کر پاکستان آرہے ہیں۔ ان کی آمد کو روکا جائے اور کسٹم کے محکمے کو خصوصی ہدایات دی جائیں کہ وہ ان کو ضبط کرے۔

8: قادیانیت کو ایک سیاسی جماعت قرار دیا جائے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے۔ اس کے بعد ایک اسپیشل ٹریبونل قائم کر کے خاص سیاسی نقطہ نظر سے ان کی کاروائیوں کو بے نقاب کیا جائے اور انٹیلی جنس اداروں کو گزشتہ تمام خفیہ رپورٹوں کو ٹریبونل کے ریکارڈ میں شامل کیا جائے۔ سیاسی جماعت قرار پانے کے بعد اس کی مذہب کے

پردے میں کی گئی کاروائیاں بے نقاب ہوجائیں گی۔

9: علمائے کرام، دانشوروں اور صاحب قلم لوگوں پر مشتمل ایک پینل مقرر کیا جائے جو قادیانیت کے متعلق مختلف زبانوں میں لٹریچر تیار کرے یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ دنیا کو جدید تحقیقی انداز میں تیار کئے گئے لٹریچر سے دلچسپی ہوتی ہے جو ٹھوس حقائق پر مبنی ہو اور جس کے پڑھنے کے بعد تحریک کے بنیادی خطوط اور مضمرات واضح ہوں۔ وہ لٹریچر جو ایک عرصہ پاک و ہند میں چھپتا رہا اور محض مذہبی مناظرہ بازی کی پیداوار تھا۔ وہ باہر کی دنیا کے لئے قابل قبول نہ ہوگا۔ محمدی بیگم سے نکاح، پیش گوئیوں کے پورا نہ ہونے کی بحث، حیات و وفات مسیح وغیرہ پہ بہت کم زور دیا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک دائم المرض نفسیاتی مریض تھا۔ جس کو شوگر، مرگی، ہسٹیریا، کثرت بول، اسہال وغیرہ کی بیماریاں تھیں۔ حصول زر اور جاہ طلبی کے لئے اس نے نبوت کے نام پر برطانوی سامراج کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا۔ نفسیاتی لحاظ سے اس شخص کا تجزیہ اور اس کے اوٹ پٹانگ کشف و الہامات کا تنقیدی جائزہ لوگوں کو بانی قادیانیت اور تحریک کے پس منظر کے بارے میں صحیح معلومات مہیا کرے گا۔ اس سلسلے میں محترم جناب عرفان محمود برق صاحب (نومسلم، سابق قادیانی) کی کتاب ''قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹہرے میں'' کا مطالعہ کرنا چاہئے اور ہر شخص تک یہ کتاب پہنچانی چاہیے۔

تحفظ ختم نبوت کی تنظیموں سے ایک دردمندانہ اپیل کروں گا کہ وہ قادیانیت کے سیاسی احتساب کے لئے فوری طور پر معقول وظائف کا اعلان کریں اور ریسرچ سکالروں کو یہ کام سونپیں کہ وہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں بیٹھ کر قادیانیت کے اصل پس منظر کو بے نقاب کرنے کا عظیم کام شروع کردیں۔ یہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم نے اس اہم ذخیرے سے قادیانی تاریخ مرتب نہیں کی۔ اس منصوبے پر فوراً عمل کی ضرورت ہے۔ کچھ وظائف ان سکالروں کو دیئے جائیں جو بھارت میں جاکر وہاں خفیہ رپورٹوں سے استفادہ کرکے ان کی روشنی میں قادیانیت کے سیاسی اور مذہبی عوامل سے عوام کو واقف کرائیں اور دنیا کے سامنے یہ حقیقت ٹھوس ثبوت کے ساتھ پیش کریں کہ قادیانیت برطانوی سامراج کی سازش کا دوسرا نام ہے۔ ''کذاب پنجاب'' یہود کا سیاسی اجیر تھا اور قادیانی مبلغ جاسوسوں کا ایک گروہ تھا۔ قادیانیوں کو احمدیہ تحریک کی جوبلی کے موقع پر یہ تحفہ پیش کرنا ضروری ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ اس ٹھوس تحقیقی کام سے متاثر ہوگا۔ عام مناظر جو طریق اختیار کرتے ہیں اور جس طرح کی مذہبی مباحث چھیڑتے ہیں وہ مغربی دنیا کو متاثر نہیں کرسکتیں جو قادیانیت کی اسلام دشمنی کے باعث پہلے سے اس کی اعانت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

10: قادیانیت نے 1880ء تک جو سیاسی اور پاکستان مخالف کاروائیاں اور سازشیں کیں اور ملکی سالمیت کے خلاف جو کام کیا ہے۔ اس کی تفاصیل بھی منظر عام پر لائی جائیں۔

11: قادیانی جماعت کا دوسرا سربراہ مرزا محمود 1916ء سے 1925ء تک اپنی آمریت کا سکہ چلاتا رہا۔ یہ مخلص برطانیہ کا ذلیل خوشامدی، آزادی ہند کا دشمن، مسلمان کی تکفیر کا مبلغ اور مرزا قادیانی کی لعنتی نبوت کا زبردست پرچارک تھا۔ سیاسی کردار کے ساتھ ساتھ اس کا ایک نہایت ہی گھناؤنا اخلاقی کردار تھا اس کی سوانح قادیان کے راسپوٹین کے عنوان سے مرتب کی جائے اور اس کا اصل چہرہ دنیا کو دکھایا جائے۔ وہ چہرہ جو لاہوری جماعت کے اخبار ''پیغام صلح'' لاہور مباہلہ کے پرچوں، مصری کے بیانوں اور حقیقت پسند پارٹی میں صاف جھلکتا ہے۔ راحت ملک کی کتاب ''ربوہ کا مذہبی آمر'' کو ایڈٹ کر کے فوری طور پر دوبارہ شائع کیا جائے اور اس کے انگریزی تراجم باہر کے ملکوں میں بھیجے جائیں۔

12: اسرائیل میں قادیانی مشن کی 1968ء سے 1987ء تک کی کاروائیوں کو طشت از بام کرنے کے لئے ربوہ میں براجمان قادیانی مبلغ چوہدری محمد شریف سے پوچھ گچھ کی جائے۔ دو جاسوس مبلغ اللہ دتہ اور جلال الدین شمس واصل جہنم ہو چکے ہیں۔ رشید چغتائی اور نور احمد شاید ربوہ ہی میں ہیں اور اسرائیل کے قیام 1948ء کے وقت وہاں سازشوں میں مصروف رہے ہیں۔ ان کے تفصیلی بیانات لئے جائیں اور ان کی وہ تمام رپورٹیں جو یہ جاسوس اسرائیل سے پاکستان بھیجتے تھے وہ حاصل کر کے منظر عام پر لائی جائیں۔ ان کے ملک چھوڑنے پر پابندی عائد کی جائے اور ان کے نام ای۔ سی۔ ایل (Exit Control List) میں شامل کئے جائیں۔

13: جن عرب ممالک میں قادیانی اپنا لٹریچر اور مبلغ بھیج رہے ہیں۔ ان کے سربراہوں اور تنظیموں کو خطوط لکھ کر اور رسائل و جرائد میں مضامین کے ذریعے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے ضروری اقدامات کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC) کے نوٹس میں یہ بات لائی جائے تاکہ موثر قدم اٹھایا جاسکے۔

14: مرزا طاہر اور اس کے پاکستانی حواری ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور لندن میں بیٹھ کر وطن عزیز کے خلاف زہر افشانی اور سازشیں کر رہے ہیں۔ ان کے پاسپورٹ ضبط کئے جائیں اور شہریت ختم کر دی جائے۔

15: وزارت خارجہ امریکہ اور یورپی ممالک کو حقوق انسانی وغیرہ کے نام پر چلائی گئی قادیانیت کی

حمایت میں مہم بند کرنے کے لئے مجبور کرے۔ ان کو اصل صورت حال سے آگاہ کرے اور سفارتی اثر ورسوخ بروئے کار لائے۔ ان ممالک کے سفارت خانوں کو قادیانی تحریک کی حقیقت بتائی جائے اور مناسب لٹریچر فراہم کیا جائے۔ اسلامی تنظیموں کے ذریعے ایسا لٹریچر تیار کرا کے ان کو روانہ کیا جائے، جس سے وہ قادیانیت کا اصل چہرہ دیکھ سکیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ان معروضات پر غور کر کے ایک ایسا لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے گا جو اس فتنے کی سرکوبی کے لئے ضروری ہے۔

عقیدہ۔ حضور اقدس ﷺ کی تعظیم یعنی اعتقاد عظمت جزو ایمان و رکن ایمان ہے۔ اور فعل تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدم ہے۔ اس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر منزل صہبا پر نبی ﷺ نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی نے نماز عصر نہ پڑھی تھی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خواب مبارک میں خلل آئے زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ جب چشم اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے نماز ادا کی پھر ڈوب گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر علی نے حضور کی نیند پر قربان کر دی کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور ہی کے صدقہ میں ملیں۔ دوسری حدیث اس کی تائید میں یہ ہے کہ غار ثور میں پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گئے۔ اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اس کے سوراخ بند کر دیئے۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا پھر حضور اقدس ﷺ کو بلایا تشریف لے گئے اور ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت رہتا تھا اس نے اپنا سر صدیق اکبر کے پاؤں پر ملا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ حضور کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا جب صدیق اکبر کے آنسو چہرۂ انور پر گرے، چشم مبارک کھلی تو عرض حال کیا حضور نے لعاب دہن لگا دیا فوراً آرام آ گیا ہر سال وہ زہر عود کرتا بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(بہار شریعت)